خلاصہ

نام: ماجد الاسلام

نگران: پروفیسر محمد اسحاق

شعبہ: اسلامک اسٹڈیز

موضوع: ڈپٹی نذیر احمد کی مذہبی خدمات

کلیدی الفاظ: ڈپٹی نذیر احمد، ترجمہ قرآن، الحقوق والفرائض، امہات الامہ

"ڈپٹی نذیر احمد مذہبی کی خدمات" کے تحت میں نے ان کی مذہبی خدمات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔اس ضمن میں ان کی حیات و خدمات، خطبات، ترجمہ قرآن سمیت دیگر تصنیفی خدمات، جیسے: "الحقوق والفرائض" اور "امہات الامہ" کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ ماحصل کے طور پر یہ چند نکات اس موضوع کو سمجھنے میں اہمیت کے قابل ہیں:

جہاں تک نذیر احمد کی حیات و خدمات کا تعلق ہے اپنی اسیّ سالہ زندگی میں ان کے تقریباً ستر سال تعلیم، ملازمت اور تصنیف و تالیف میں گزرے۔اس دوران انھوں نے بہت سی کتابوں کے ترجمہ کئے جن میں ترجمہ قرآن خاص طور پر شامل ہے۔بقیہ کتابوں میں "انکم ٹیکس ایکٹ، انڈین پینل کوڈ، مصائب غدر، ضابط فوجداری، قانونِ شہادت، سماوات، تاریخ دربار تاجپوشی" شامل ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے سماج کی اصلاح کے لیے مختلف موضوعات پر سات کتابیں تحریر کی ہیں، جو آج دنیا میں ناول کے نام سے مشہور ہیں اور ان کے نام "مراۃ العروس، بنات النعش، توبتہ النصوح، فسانہ مبتلا، ابن الوقت، ایامیٰ اور رویائے صادقہ" ہیں۔اسی طرح انہوں نے چند درسی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں جن میں "منتخب الحکایات، چند پند، نصاب خسرو، صرف صغیر، مبادی الحکمت، رسم الخط اور مایغنیک فی الصرف" شامل ہیں۔ مذہبی تصانیف میں "ترجمہ قران، اتمام حجت، اجتہاد، ادعیتہ القرآن، الحقوق والفرائض، امہات الامہ، دہ سورہ اور ہفت سورہ اور مطالب القرآن" شامل ہیں۔

جہاں تک تحریک علی گڑھ کے ساتھ نذیر احمد کے تعلق کا معاملہ ہے۔ تو اس تحریک کے ہو بہو مقاصد ہمیں نذیر احمد کے ہاں ملتے ہیں۔ چاہے وہ سیاسی مفاہمت، جدید تعلیم یا مذہبی اصلاح ہو۔ گویا علی گڑھ تحریک سے وابستگی سے پہلے ہی نذیر احمد ہمیں ان مقاصد کی آبیاری کرتے نظر آتے ہیں۔ لٰہذا یہ کہنا صحیح نہ ہو گا کہ ان پر علی گڑھ تحریک کے اثرات تھے۔ان کی جو بھی فکر تھی وہ ان کی اپنی فکر تھی۔ان کی تحریروں کے مطالعہ سے یہ بات بھی ہمارے سامنے واضح ہو جاتی ہے کہ وہ سرسید کی مذہبی فکر سے متاثر نہ تھے، البتہ تحریک علی گڑھ کے حامی ضرور تھے۔ سیاسی مفاہمت کے حوالے سے انہوں نے برٹش حکومت کی ترقیاتی کاموں کے لیے قرآن و حدیث سے بھی استدلال پیش

کیا ہے اور کہیں کہیں انہوں نے مبالغہ آرائی سے کام لے کر برٹش حکومت کے قانون کو شریعت کے ہم پلہ قرار دینے کی بھی ناکام کوشش کی ہے۔

ترجمہ قرآن کے تجزیاتی مطالعہ کے دوران مجھے اس بات کا قوی احساس ہوا کہ انہوں نے ایک شاندار کام انجام دیا ہے! کیوں کہ اس وقت تک اتنا با محاورہ اور سلیس ترجمہ قرآن دستیاب نہیں تھا۔ لہٰذا لوگوں کو قرآن سمجھنے میں مشکلات در پیش تھیں۔ اس کمی کو انہوں نے محسوس کیا اور کم وقت میں چند افراد کا تعاون حاصل کر کے قرآن کا ترجمہ مکمل کیا۔ اس ترجمہ قرآن کی ایک خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے قوسین کا بہت زیادہ استعمال کر کے محذوفات کو کھول کر قرآن فہمی کو قاری کے لیے آسان بنا دیا ہے۔ اپنی خامیوں کے باوجود اس ترجمہ قرآن کی مقبولیت آج نہ ہونے کی وجہ مجھے یہ بات محسوس ہوئی کہ کسی کام کو آگے بڑھانے کے لیے مریدوں، چیلوں اور متبعین کی ضرورت ہوتی ہے جو اپنے بڑے کے کام کو ان کے انتقال کے بعد آگے بڑھاتے ہیں۔ ان کو ایسے لوگ میسر نہ تھے جس کی وجہ سے ان کے ترجمہ قرآن کو مقبولِ عام بنانے میں کسی نے دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

مولانا نذیر احمد نے اپنے ترجمہ قرآن میں حواشی کا بھی اہتمام کیا ہے جن میں تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث، مفردات قرآن اور سابقہ مفسرین کے حوالے بھی درج ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا اکثر جگہوں پر حوالے درج ہی نہیں کرتے ہیں، شاید اس وقت اس چیز کا زیادہ دستور نہ تھا۔

"الحقوق والفرائض" کی شکل میں انہوں نے اسلامی زندگی کا ایک نہایت جامع دستور مرتب کیا ہے۔ انہوں نے جہاد کو چھوڑ کر عقائد، عبادت اور معاشرت کو لے کر زندگی کے تقریباً تمام گوشوں پر بحث کی ہے۔ ایک طرف قرآن کی آیات، احادیث اور اردو میں ان کا ترجمہ پیش کیا ہے تو دوسری طرف کہیں کہیں اپنی آراء کو بھی پیش کیا ہے

پادری احمد شاہ شائق کی کتاب امہات المومنین کے جواب میں لکھی گئی "امہات الامہ" میں نذیر احمد نے احمد شاہ شائق کے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے احمد شاہ شائق کی کتاب کو دیکھے بغیر "امہات الامہ" لکھی۔ اس کتاب میں مصنف نے مدبرانہ اور عالمانہ شان باقی نہیں رکھی جس کی یہ کتاب مستحق تھی۔ جگہ جگہ انہوں نے ایسے الفاظ اور جملوں کا استعمال کیا ہے جو قابل اعتراض ہیں جس کی وجہ سے یہ کتاب بھی قابل اعتراض بن گئی اور اپنے دور کی ہنگامہ خیز کتاب بنی رہی۔ اسی تحریر کو لے کر وقت کے علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور کتاب کو بھی نذر آتش کر دیا۔ آخری پر میں نے ان کی ادبی تحریروں اور خطبات میں مذہبی نقوش کو اجاگر کیا ہے۔